21

رجسٹرڈ ایل ۲۷

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر

عام سے سالانہ قیمت پیشگی ۲ روپے ۱۲ آنہ

خواص اور معاونین جو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی — دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۵ — قادیان دار الامان ۱۰ فروری سنہ ۱۹۰۰ء مطابق ۹ شوال روز شنبہ سنہ ۱۳۱۷ھ — جلد ۴

جماعت مسیح علیہ السلام کی اطلاع کیلئے

ایک ضروری اعلان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

میں بڑی مسرت اور خوشی سے اس بات کی مبارکباد آپ کو دیتا ہوں کہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان جو پیشتر ازیں مڈل تک تھا یکم فروری سے ہائی سکول بنا دیا گیا ہے۔ اس مدرسہ کی تعلیم کی خوبی اس سے عیاں ہے کہ دو لائق اور نیک چلن فرشتہ وش گریجوایٹ تعلیم کے لئے مقرر ہیں اور باقی سب سٹاف بھی بہت عمدہ ہے۔ دینی و دنیوی تعلیم خاطر خواہ ہوتی ہے نہ صرف تعلیم بلکہ تربیت بھی اعلےٰ درجہ کی ہوتی ہے۔ کیوں نہ ہو جبکہ طلباء اور استاد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے روزمرہ مستفیض ہوتے ہوں اس قسم کی تعلیم و تربیت کا موقع دنیا میں کہیں بھی حاصل نہیں پھر قابل افسوس بات ہوگی اگر آپ لوگ اپنی اولاد کو ایسے مبارک مدرسہ کی تعلیم سے محروم رکھیں۔ حضرت اقدس کی صحبت اکسیر کا حکم رکھتی ہے مزید براں حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے بے نظیر درس قرآن سے طلباء مدرسہ روزمرہ مستفید ہو سکتے ہیں اور یہاں کے وعظوں اور اسوہ حسنہ کی موجودگی میں طلباء برخلاف دیگر مدارس کے طلباء کے متقی اور صالح بن سکتے ہیں۔ لہذا ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی اولاد کو یہاں بھیجیں۔ بورڈنگ کا خاطر خواہ بندوبست ہو نیز الاہی اس لئے بورڈنگ ہاؤس کی عمارت اور مدرسہ کی عمارت کو ترقی دینی ہے اگرچہ بالفعل کمیٹی نے ۳۰۰ روپیہ بورڈنگ کے لئے منظور کیا ہو مگر ایک ہزار سے کم میں بورڈنگ تیار نہیں ہو سکتا جس کے لئے بھائیوں کی توجہ از بس ضروری ہے گو پہلے بھی طلباء و بورڈروں کی تعداد خاطر خواہ ہے لیکن کمیٹی ناظم التعلیم دلسے چاہتی ہے کہ ہماری جماعت کے بچے اس نعمت سے مستفید ہوں لہذا ہمیں سٹاف مدرسہ اور عمارت مدرسہ کو ترقی دینی پڑی جسکی وجہ سے اخراجات بہت بڑھ گئے بنا بریں ہمہ مردان قوم دہی خاہان اسلام کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ ان اغراض کے پورا کرنے کے لئے اپنے مالوں سے

کیا وہ بتلا سکتے ہیں کہ گورنمنٹ نے مسلمانوں کو آزادی نہیں دے رکھی ہے بیشک دی ہوئی ہے اور ایسی آزادی دے رکھی ہے جسکی نظیر کابل اور نواح کابل میں رہ کر بھی نہیں مل سکتی۔ امیر کے حالات اچھے سننے میں نہیں آتے ان سرحدی مجنونوں کے لڑنیکی کوئی وجہ بجز پیٹ کی نہیں ہے دس بیس روپے ملجاویں تو وہ غازی بن غرق ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ ظالم طبع ہیں جو اسلام کو بدنام کرتے ہیں اسلام بادشاہ وقت اور محسن کے حقوق قائم کرتا ہے یہ دنی الطبع لوگ اپنی پیٹ کی خاطر حدود اللہ کو توڑتے ہیں اور ان کی رذالت اور سفاہت اور سفاکی کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ ایک روٹی کے لئے باسانی ایک انسان کا خون کر دیتے ہیں ایسا ہی آجکل ہماری گورنمنٹ کو ٹرنسوال کی ایک چھوٹی سی جمہوری سلطنت کے ساتھ مقابلہ ہے۔ وہ سلطنت پنجاب سے بڑی نہیں ہے اور یہ سراسر اُس کی حماقت ہے کہ اسقدر بڑی سلطنت کے ساتھ مقابلہ شروع کیا ہے لیکن اسوقت جبکہ مقابلہ شروع ہو گیا ہے ہر ایک مسلمان کا حق ہے کہ انگریزوں کی کامیابی کے لئے دعا کرے۔ ہمکو ٹرنسوال سے کیا غرض جسکی ہمپر ہزاروں احسان ہیں ہمارا فرض ہے کہ اُسکی خیر خواہی کریں۔ ایک ہمسایہ کے اتنے حقوق ہیں کہ اسکی تکلیف سنکر اُسکا پتہ پانی ہو جاتا ہے تو کیا اب ہمارے دلوں کو سرکار انگلشیہ کے وفادار سپاہیوں کے مصائب پڑھکر صدمہ نہیں پہونچتا۔ میرے نزدیک وہ بڑا بیباک دل ہے جسے گورنمنٹ کے دُکھ اپنے دُکھ معلوم نہیں ہوتے۔

یاد رکھو جذام کئی قسم کے ہوتے ہیں ایک جذام جسم کو لگ جاتا ہے جسکو کوڑھ کہتے ہیں اور ایک جذام روح کو لگ جاتا ہے ہمارے یہاں ایک شخص بازار میں رہا کرتا تھا اگر کوئی مقدمہ کسی پر ہو جاتا تو پوچھا کرتا تھا کہ مقدمہ کی کیا صورت ہے اگر کسی نے کہدیا کہ وہ بری ہو گیا یا اچھی صورت ہے تو اُسپر آفت آجاتی اور چپ ہو جاتا۔ اگر کوئی کہدیتا کہ فرد قرارداد جرم لگ گئی تو بہت خوش ہوتا اور اُسکو پاس بٹھاکر سارا قصہ سنتا۔ غرض بعض آدمیوں کی فطرت میں بد اندیشی کا مادہ ہوتا ہے کہ وہ بری خبریں سننا چاہتے ہیں اور کسی کی برائی پر خوش ہوتے ہیں۔ کیونکہ شیطان کی سیرت ان کے اندر ہوتی ہے پس بد خواہی کسی انسان کی بھی اچھی نہیں پھر چائیکہ محسن کی ہو۔ لہذا میں اپنی جماعت کو کہتا ہوں کہ وہ ایسی لوگوں کا نمونہ اختیار نہ کریں بلکہ پوری ہمدردی اور سچی خیر خواہی کے ساتھ برٹش گورنمنٹ کی کامیابی کے لئے دعا کریں اور عملی طور پر بھی وفاداری کے نمونے دکھائیں۔ ہم یہ باتیں کسی صلہ یا انعام کی خاطر نہیں کرتے ہمکو صلہ اور انعام اور دنیوی خطابات سے کیا غرض ہماری نیات کو علیم خدا خوب جانتا ہے کہ ہمارا کام محض اُس کے لئے اور اسی کے امر سے ہے۔ اُسی نے ہم کو تعلیم دی ہے کہ محسن کا شکر کرو ہم اس شکر گذاری میں اپنے مولی کریم کی اطاعت کرتے ہیں اور اُسی سے انعام کی اُمید رکھتے ہیں سو تم جو میری جماعت ہو اپنی محسن گورنمنٹ کی خوب قدر کرو۔ اب میں چاہتا ہوں کہ ٹرنسوال کے جنگ کے لئے ہم دعا کریں۔ اس کے بعد حضرت اقدس نے نہایت جوش اور خلوص کے ساتھ دعا کیلئے ہاتھ اُٹھائے اور سب حاضرین نے جنکی تعداد ایکہزار سے متجاوز تھی دعا کی

اس ہفتہ کے مبایعین کے نام

(۱) خدا بخش صاحب وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ
(۲) شیخ محمد اصغر علی صاحب حاجی پورہ سیالکوٹ
(۳) شیخ عنایت علی صاحب " "
(۴) شیخ محمد اکرم صاحب " "
(۵) بہادل خان صاحب ڈوگرانوالہ وڑیچہ۔ گوجرانوالہ
(۶) عمر الدین صاحب کشمیری " " "
(۷) محمد شریف صاحب " " "
(۸) فضل احمد صاحب۔ ہجکن۔ شاہ پور
(۹) علی احمد صاحب " "
۱۰۔ میاں مہت صاحب " " "
۱۱۔ والدہ مولوی بشیر محمد صاحب " "
۱۲۔ سید میر گل شاہ صاحب۔ داتہ ہزارہ
۱۳۔ برکت علی صاحب ڈریسر کمپونڈر ملازمان محکمہ ہاسپیٹل کلیڈنی۔
۱۴۔ محمد خداداد صاحب ہاسپیٹل اسسٹنٹ ریلوے ہسپتال لاہور
۱۵۔ رحیم بخش صاحب ردبیڑ۔ انبالہ
۱۶۔ ولی محمد صاحب سنور۔ پٹیالہ
۱۷۔ عالمہ مسماۃ زینب بی بی چک سکندر کھاریاں۔ گجرات بنت مولوی حافظ احمد الدین
۱۸۔ محمد اسحاق صاحب دیپ گران۔ ہزارہ
۱۹۔ محمد عالم صاحب " "
۲۰ موجدار صاحب نمبردار سیکھیانی قریب قادیان
۲۱۔ وزیر صاحب نمبردار بھنگیری والہ "
۲۲۔ میاں شادی " " "
محمد بخش صاحب۔ قلعہ لال سنگہ۔ گورداسپور
۲۴۔ سید جواد علی صاحب۔ ہلالی کھٹریا۔ کٹک
۲۵۔ عبد العزیز خان صاحب مسال جنگ "
۲۶۔ بھیکھن محمد صاحب " "
۲۷ شیخ قربان صاحب معہ اہلیہ رسولپور " "
۲۸ شیخ رحمانی " " " " "
۲۹ بادل خان صاحب بالی سکری "
۳۰ صاحبداد خان صاحب " " "
۳۱ فقیر خان صاحب " " "
۳۲۔ مولوی سید انعام رسول صاحب جیرام پور "
۳۳۔ اہلیہ " " " "
۳۴۔ والدہ " " " "
۳۴۔ مولوی سید رسول بخش صاحب " "
۳۵۔ اہلیہ " " " "
۳۶۔ سید دلیر حسین صاحب " "
۳۷۔ اہلیہ سید دلیر حسین صاحب " "
۳۸۔ رحمت اللہ صاحب بھاٹری قریب قادیان
۳۹۔ شیخ فضل کریم صاحب۔ قانون گو بھیرہ
۴۰ محمد تقی صاحب سنور ریاست پٹیالہ
۴۱ اللہ دتا۔ بستی کورٹ ورہام جھنگ

مختلف خبریں

مہاراجہ میسور پنجاب میں سیاحت کر رہے ہیں ۱۲ ماہ حال کو رونق افروز لاہور ہوئے۔

نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب نے گذشتہ ہفتہ کو جالندھر میں دربار کیا اور ۱۴ غیر سرکاری عہدہ داروں کو جنہوں نے انتظام طاعون میں مدد دی خلعت عطا کئے اور طاعون کے متعلق جامع تقریر کی فرمایا کہ اب تک ضلع ہذا کے ۱۱۰ دیہات میں وبا پھوٹ چکی کل ۲۱۳۴ واردائیں اور ۱۶۹۲ فوتیاں ہوئیں اور سات آٹھ لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔

سر انٹونی میکڈانل ۵ فروری کو لکھنؤ سے الہ آباد میں واپس آئے ۲ فروری سے اضلاع اعظم گڈھ۔ گھوررکھپور بستی و لکھنؤ کا دورہ کر کے ۲۴ تک راحت کریں گے۔

احمد آباد کے ہندو دوکانداروں نے ہڑتال کر دی ہے اس لئے کہ ۲۰ ہزار مویشی چمڑے کے لئے ذبح کئے گئے ہیں۔ متعدد چند پٹھانوں اور ہندوؤں کے مابین کچھ جھگڑا بھی ہوا۔

کلکتہ میں مہاراجہ بھنگہ کی صدارت میں جو جلسہ ٹرانسوال فنڈ کے لئے ہوا۔ اس کے متعلق ۷۷ ہزار روپیہ اب تک جمع ہو چکا ہے۔

ایم ہیری لونی جو فرانس کی طرف سے بطور سفیر کے کابل کو جانے کا ارادہ رکھتے ہیں آجکل مدراس میں کرنل اسکارٹ کے مہمان ہیں۔ ابھی تک گورنمنٹ سے انہوں نے کابل جانے کی اجازت نہیں لی۔ اب سنا ہے کہ کلکتہ سے رنگون گئے ہیں۔

لاہور میں وزیر صاحب پونچھ کے مکان سے ۲۰ ہزار کی چوری ہوئی تھی ایک فقیر کی جھونپڑی سے دام دام برآمد ہوئی

حاجیان جہاز کے لئے آخری جہاز ۱۵ فروری کو چاٹگام سے روانہ ہوگا۔

پشاور میں ایک گورہ سپاہی نے پنکھا قلی کو مار ڈالا تھا چیف کورٹ سے بری ہوا۔

ملتان میں ایک کالج کھولنے کی تجویز ہے

مہاراجہ پدوکوٹہ ۲۹ مارچ کو انگلستان تشریف لیجائینگے۔

مسٹر جسٹس سبرامنی آئر جج ہائیکورٹ مدراس ۵ ماہ کی رخصت لیں گے۔ غالباً انکی جگہ سر باشیام آینگر قائمقام مقرر ہوں گے اگرچہ چار ایسے امیدوار اور حقدار ہیں۔

ضلع جہلم میں ڈاکہ زنی کی کثرت سے ڈپٹی کمشنر صاحب نے حفاظت جان کے لئے ساہوکاروں کو ہتھیار دئے ہیں۔

نواب سر احسان اللہ خاں رئیس ڈھاکہ نے ۵ ہزار اور مہاراجہ سر جو تیندر و موہن ٹیگور نے ۲ ہزار روپیہ ٹرانسوال فنڈ میں دیا ہے۔

تار خیر کا پاپی رائٹ بل ۲ مارچ کے اجلاس کونسل میں پاس ہوگا۔

گورنمنٹ ہند کی کارکن کونسل کے ممبروں کو جو ولایت سے مقرر ہو کر آئیں بشرطیکہ سررشتہ سول یا ملٹری سے تعلق نہ رکھتے ہوں ۵ سال میعاد ختم کرنے پر ۳۰۰ پونڈ سالانہ پنشن ملا کریگی

خواجہ محمد خاں رئیس ہوتی نے والنٹیر رسالہ کے دستہ فوج کے لئے جو جنوبی افریقہ کو جاتا ہے ۲ ہزار روپیہ دیا ہے۔

ممالک مغربی و شمالی کے ہر ایک گاؤں میں جھونپڑیاں بنائی جاینگی تاکہ طاعون زدہ علاقوں سے جو آئیں وہ دس روز تک علیحدہ رکھے جائیں۔

یکم فروری کو بمبئی میں طاعون کے ۹۷ کیس اور ۶۰ موتیں ہوئیں۔

خان قلات کے علاقہ میں بھی بگٹی سرداروں نے بغاوت کر دی تھی۔ مگر خان کے گورنر مہر اللہ خاں نے باغی کو شکست دیکر قید کر لیا جو امید ہے کہ کوئٹہ میں رکھا جاویگا

نوجوان ولیعہد صاحب بڑودہ کالج میں داخل ہوئے۔

سالانہ جلسہ ندوۃ العلماء کا امسال ایام ہولی میں پٹنہ میں ہوگا۔

گورنمنٹ انڈیا نے کرنسی آفس کو حکم بھیجا ہے کہ جو شخص روپے کے عوض طلائی سکہ لینا چاہیں انکو وہی دیا جائے۔

گریٹ انڈین پننسولا ریلوے نے اپنے ملازموں کو نوٹس دیا ہے کہ ۳۰ جون سنہ ۱۹۰۰ء کو کمپنی کا ٹھیکہ ختم ہو جائیگا۔

کلکتہ کے ایک طالب علم بنگالی ایک ہی سال میں ریاضی اور طبعیات میں ایم اے کا امتحان خصوصیت کے ساتھ پاس کیا۔ پورے نمبر لئے وہ سرکاری وظیفہ پر ولایت بھیجا جائیگا۔

رنگون میں ایک گورے پولس افسر کی گولی سے ایک برہمی مر گیا پولیس نے تحقیقات کر کے کہا کہ گولی غلطی سے چھوٹ گئی تھی صاحب بے قصور ہیں لیکن اب سنا ہے کہ بڑے لاٹ حضور کرزن بہادر نے دوبارہ تحقیقات کا حکم دیا ہے۔

ممیری کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب۔

معزز ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام دنیا اس سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ےہ خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں

نقلی وجعلی ممیرے سرمہ کی اشتہار بازی سے بچنا چاہئے

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداس پور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی سے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مضافات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہو وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے۔ اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم ہوپ۔ سانگلی صاحب بہادر۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی۔ (۲) میں بڑی خوشی سے ممیری کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۵۴ سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اُس کی آنکھیں عرصہ سے سُرخ اور دُکھتی رہتی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اُس کی بینائی میں فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیا کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔ (۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر اُن مریضوں کے واسطے جن کی آنکھوں سے پانی رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔ (۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیری کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام ۔ اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اُس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ ۱۹۰۹ء میں جمع کیا گیا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر اخبار الحکم کے اہتمام سے چھپکر منہ تعالیٰ شائع ہوا

کمیٹی کو امداد فرما کر مشکور فرما دیں۔ ہم اور انجمنوں کے کارکنوں کی طرح بڑے بڑے چھوٹے چھوٹے الفاظ سے توجہ دلانا ناپسند نہیں کرتے کیونکہ بفضل خدا ہماری جماعت تعلیم مدرسہ و سلسلہ کی غایت سے ناواقف نہیں بلکہ دار الامان کی کل ضروریات کو بخوبی سمجھتی ہے۔ پس ان کو چاہیے کہ محض ابتغاء لوجہ اللہ اس استدعا کو قبول فرما کر دل و جان سے تکمیل اغراض کے لئے سعی فرماویں اور غفلت اور سہل انگاری کو ترک کریں۔ والسلام۔ نیز بورڈنگ کے لئے ایک باورچی بھی علیحدہ تجویز کیا گیا ہے۔

المشتہر عبد الکریم سکرٹری ناظم التعلیم
۹ر فروری سنہ ۱۹۰۰ء

جنگ ٹرانسوال کی کامیابی کیلئے جلسۂ دعا

اور

گورنمنٹ انگلشیہ کے حقوق اور مسلمانوں کے فرائض

پر

عالیجناب سیدنا میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس دار الامان قادیان کی تقریر

عید الفطر کی تقریب پر حضرت اقدس سیدنا مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس اعظم قادیان نے ایک خاص جلسہ اس غرض کے لئے منعقد فرمایا کہ تا جنگ ٹرانسوال کی کامیابی کے لئے دعا کی جاوے اور مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کے حقوق اور ان کے اپنے فرائض سے آگاہ کیا جاوے ہمکو اس امر کے اظہار کی چنداں ضرورت معلوم نہیں ہوتی کہ حضرت مرزا صاحب گورنمنٹ انگلشیہ کے ایک مسلم وفادار اور فرماں پذیر خاندان کی یادگار ہیں جس نے اڑے وقت پر گورنمنٹ کی ہر طرح سے مدد کی ہے۔ چنانچہ آپ کے والد ماجد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم کی وہ خدمات جو انہوں نے ۵۷ء کے غدر میں کی تھیں کسی کو بھولی نہیں ہیں۔ لیکن چونکہ حضرت مرزا صاحب ایک فقیرانہ زندگی بسر کرتے ہیں اور ہمیشہ گوشہ نشین اور خلوت گزین رہتے ہیں اس لئے آپ نے اپنی پُرسوز دعاؤں کے لشکر سے ہمیشہ گورنمنٹ کی مدد کرنے میں پہلو تہی نہیں کی۔ اور اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ مسلمانوں کے دل سے ان خیالات کو دور کرنے کی کوشش کی ہے جو جہاد یا خونی مہدی اور خونی مسیح کے متعلق کوتاہ اندیش ملانوں نے بٹھا رکھے تھے اور اس میں وہ بہت بڑھکر کامیاب ہوئے ہیں اور آپ نے ہزارہا اشتہار اور کتابیں مختلف ممالک اسلامیہ میں مختلف زبانوں میں شائع کی ہیں اور کر رہے ہیں علاوہ ازیں حضرت مرزا صاحب نے کسی ایسے موقع کو ہاتھ سے نہیں دیا جب کہ انہوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کے خیالات میں غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے اور انہوں نے اسکے دفعیہ کیلئے سعی نہ کی ہو۔ چنانچہ جب کہ سلطان روم کا والیس قونصل متعینہ کراچی پنجاب میں آیا اور اکثر جگہ مسلمانوں نے اُس کی آمد پر جلسے کئے اور [illegible] کیا اور وہ قادیان میں بھی آیا حضرت اقدس نے عام مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے اور ان کو ایک غلطی سے نکالنے کے لئے سفیر مذکور کی حقیقت اور سلطنت ٹرکی کی اندرونی حالت سے آگاہ کیا۔ جیسے آپ کو مسلمانوں کی طرف سے جو کچھ سب و شتم سننا پڑا وہ پوشیدہ نہیں ایسا ہی پنجاب میں جب طاعون کے انسداد کی تدابیر کا اعلان ہوا اور ہر جگہ مذہبی امور کی ناواقفیت سے ایک شور اٹھا حضرت اقدس نے ایک خاص جلسہ کے ذریعہ ان تدابیر کی حقیقت کو بتلایا اور ایک بڑے بھاری شر سے لوگوں کو محفوظ رکھا اور گورنمنٹ عالیہ کو گراں قدر امداد دی۔

اب اس موقعہ پر بھی جبکہ ٹرانسوال سے گورنمنٹ کی جنگ شروع ہوئی آپ نے عادتاً ضروری سمجھا کہ ایک عام جلسہ کیا جاوے چونکہ وقت تھوڑا تھا اس لئے عام اشتہار شائع نہ ہو سکا مگر بایں ہمہ مختلف مقامات سے جیسے جموں۔ وزیر آباد۔ پٹیالہ سنور۔ کپور تھلہ۔ لودھیانہ۔ لاہور۔ امرتسر بٹالہ گورداسپور اکثر دوست موجود تھے اس کے علاوہ قادیان اور دیہات ملحقہ کے لوگ بھی موجود تھے جنکی تعداد ایک ہزار سے متجاوز اور ڈیڑھ ہزار سے کم تھی۔

بعد نماز عید الفطر آپ نے ایک مبسوط تقریر فرمائی جس کو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں اور پھر نہایت جوش دل اور اخلاص کے ساتھ دعا کی۔ ہم کو یقین ہے کہ یہ تقریر جو الحکم میں درج ہوتی ہے ہماری جماعت کا کوئی معزز ممبر اردو اور انگریزی میں عام فائدہ کے لئے بھی شائع کرے گا علاوہ ازیں حضرت اقدس نے ٹرانسوال کے لئے چندہ کی فہرست بھی کھولی ہے اور اس کا اشتہار بھی شائع کیا ہے

بہرحال وہ تقریر یہ ہے

حضرت اقدس کی تقریر

جو آپ نے عید الفطر کے خطبہ میں ۱۲ فروری سنہ ۱۹۰۱ء کو فرمائی

مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا بہت شکر کرنا چاہیئے جس نے ان کو ایک ایسا دین بخشا ہے جو علمی اور عملی طور پر ہر ایک قسم کی فساد اور مکروہ باتوں اور ہر ایک نوع کی قباحت سے پاک ہے۔ اگر انسان غور اور فکر سے دیکھے تو اس کو معلوم ہوگا کہ واقعی طور پر تمام محامد اور صفات کا مستحق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور کوئی انسان یا مخلوق واقعی اور حقیقی طور پر حمد و ثنا کا مستحق نہیں ہے۔ اگر انسان بغیر کسی قسم کی غرض کی ملونی کے دیکھے تو اس پر بدیہی طور پر کھل جاوے گا کہ کوئی شخص جو مستحق حمد قرار پاتا ہے وہ یا تو اس لئے مستحق ہو سکتا ہے کہ کسی ایسے زمانہ میں جبکہ کوئی وجود اور وجود کی خبر نہ تھی وہ اس کا پیدا کرنے والا ہو۔ یا اس وجہ سے کہ ایسے زمانہ میں کہ کوئی وجود نہ تھا اور نہ معلوم تھا کہ وجود اور بقاء وجود اور حفظ صحت اور قیام زندگی کے لئے کیا کیا اسباب ضروری ہیں اور اس نے وہ سب سامان مہیا کئے ہوں یا اس زمانہ میں کہ اس پر بہت سی مصیبتیں آسکتی تھیں اس نے رحم کیا ہو اور اسکو محفوظ رکھا ہو۔ اور یا اس وجہ سے مستحق تعریف ہو سکتا ہے کہ محنت کرنے والے کی محنت کو ضائع نہ کرے اور محنت کرنیوالوں کے حقوق پورے طور پر ادا کرے۔ اگرچہ بظاہر اجرت کرنے والے کے حقوق کا دینا معاوضہ ہے

لیکن ایسا شخص بھی محسن ہو سکتا ہے جو پورے طور پر حقوق دے۔ یہ صفات اعلیٰ درجہ کی ہیں جو کسی کو مستحق حمد و ثنا بنا سکتے ہیں۔ اب غور کرکے دیکھلو کہ حقیقی طور پر ان سب محامد کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو کامل طور پر ان صفات سے متصف ہے اور کسی میں یہ صفات نہیں ہیں۔

اول دیکھو صفت خلق اور پرورش یہ صفت اگرچہ انسان گمان کر سکتا ہے کہ ماں باپ اور دیگر محسنوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ لیکن اگر انسان زیادہ غور کرے گا تو اس کو معلوم ہو جاوے گا کہ ماں باپ اور دیگر محسنوں کے اغراض و مقاصد ہوتے ہیں جنکی بنا پر وہ احسان کرتے ہیں اسپر دلیل یہ ہے کہ مثلاً بچہ تندرست خوبصورت توانا پیدا ہو تو ماں باپ کو خوشی ہوتی ہے اور اگر لڑکا ہو تو پھر یہ خوشی اور بھی بڑی ہوتی ہے شادیانے بجائے جاتے ہیں۔ لیکن اگر لڑکی ہو تو گویا وہ گھر ماتم کدہ اور وہ دن سوگ کا دن ہو جاتا ہے اور اپنے تئیں منہ دکھانے کے قابل نہیں سمجھتے۔ بسا اوقات بعض نادان مختلف تدابیر سے لڑکیوں کو ہلاک کر دیتے یا ان کی پرورش میں کم التفات کرتے ہیں۔ اور اگر بچہ لنجہ۔ اندھا۔ اپاہج پیدا ہو۔ تو چاہتے ہیں کہ وہ مر جاوے اور اکثر دفعہ تعجب نہیں کہ خود بھی وبال جان سمجھکر مار دیں۔ سینے پڑھا ہے کہ یونانی لوگ ایسے بچوں کو عمداً ہلاک کر دیتے تھے بلکہ ان کے ہاں شاہی قانون تھا کہ اگر کوئی ناکارہ بچہ اپاہج۔ اندھا وغیرہ پیدا ہو تو اس کو فوراً مار دیا جاوے کر اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ انسانی خیالات پرورش اور خبرگیری کے ساتھ ذاتی اور نفسانی اغراض ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی اس قدر مخلوق کی (جس کے تصور اور بیان سے وہم اور زبان قاصر ہے

اور جو زمین اور آسمان میں بھری پڑی ہے۔) خلق اور پرورش سے کوئی غرض ہرگز نہیں ہے۔ وہ والدین کی طرح خدمت اور رزق نہیں چاہتا بلکہ اس نے مخلوق کو محض ربوبیت کے تقاضے سے پیدا کیا ہے ہر ایک شخص مان لے گا کہ بوٹا لگانا پھر آبپاشی کرنا اور اس کی خبرگیری رکھنا اور ثمردار درخت ہونے تک محفوظ رکھنا ایک بڑا احسان ہے۔ پس انسان اور اس کی حالت اور غور و پرداخت پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ خدا تعالیٰ نے کتنا بڑا احسان کیا ہے کہ اس قدر انقلابات اور بیکسیوں کی تغیرات میں اس کی دستگیری فرمائی ہے دوسرا پہلو جو ابھی میں نے بیان کیا ہے کہ قبل از پیدائش وجود ایسے سامان ہوں کہ تمدنی زندگی اور قویٰ کے کام کے لئے پورا پورا سامان موجود ہو۔ دیکھو ہم ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے کہ سامان پہلے ہی پیدا کر دیا۔ منور سورج جو اب چڑھا ہوا ہے اور جس کی وجہ سے عام روشنی پھیلی ہوئی ہے اور دن چڑھا ہوا ہے اگر نہ ہوتا تو کیا ہم دیکھ سکتے تھے یا روشنی کے ذریعہ جو فوائد اور منافع ہمیں پہونچ سکتے ہیں ہم کس ذریعہ سے حاصل کر سکتے۔ اگر سورج اور چاند یا اور کسی قسم کی روشنی نہ ہوتی تو بینائی بیکار ہوتی۔ اگرچہ آنکھوں میں ایک قوت دیکھنے کی ہے مگر وہ بیرونی اور خارجی روشنی کے بدون محض نکمی ہے پس یہ کس قدر احسان ہے کہ قویٰ سے کام لینے کے لئے ان ضروری سامانوں کو پہلے سے مہیا کر دیا۔ اور پھر یہ کس قدر رحمت ہے کہ ایسے قویٰ دئے ہیں اور ان میں بالقوہ استعدادات رکھدی ہیں جو انسان کی تکمیل اور وصول الی الغایۃ کے لئے ازبس ضروری ہیں۔ دماغ میں اعصاب میں عروق میں ایسے خواص رکھے ہیں کہ انسان ان سے کام لیتا ہے اور انکی تکمیل کر سکتا ہے اس لئے کہ

قوتوں کی تکمیل کا سامان ساتھ ہی پیدا کر دیا ہے۔ یہ تو اندرونی نظام کا حال ہے کہ ہر ایک قوت اُس منشاء اور مفاد سے پوری مناسبت رکھتی ہے جسمیں انسان کی فلاح ہے اور بیرونی طور پر بھی ایسا ہی انتظام رکھا ہے کہ ہر شخص جس قسم کا حرفہ رکھتا ہے اُس کے مناسب حال ادوات وآلات قبل از وجود مہیا کر رکھے ہیں مثلاً اگر کوئی جوتہ بنانیوالا ہے تو اُسکو چمڑا اور دھاگا نہ ملے تو وہ کہاں سے لائے اور کیونکر اپنے حرفہ کی تکمیل کرے اسیطرح درزی کو اگر کپڑا نہ ملے تو کیونکر سیئے۔ اسی طرح ہر متنفس کا حال ہے طبیب کیسا ہی حاذق اور عالم ہو لیکن اگر ادویہ نہ ہوں تو وہ کیا کر سکتا ہے بڑی سوچ اور فکر سے ایک نسخہ لکھکر دے گا لیکن بازار میں دوا نہ ملے تو کیا کرے گا کس قدر فضل ہے کہ ایک طرف علم دیا ہے اور دوسری طرف نباتات جمادات حیوانات جو مرضوں کے مناسب حال تھے پیدا کر دی ہیں اور اُن میں قسم قسم کے خواص رکھے ہیں جو ہر زمانہ میں نا اندیشیدہ ضروریات کے کام آسکتے ہیں۔ غرض خدا تعالیٰ نے کوئی چیز بھی غیر مفید پیدا نہیں کی اور جس کے خواص محدود ہوں یہاں تک کہ پسو اور جوں تک بھی غیر مفید نہیں۔ لکھا ہے کہ اگر کسی کا پیشاب بند ہو تو بعض وقت جوں کو احلیل میں دینے سے پیشاب جاری ہو جاتا ہے۔ انسان ان اشیاء کی مدد سے کہاں تک فائدہ اُٹھاتا ہے کوئی تصور کر سکتا ہے؟ پھر چوتھی بات پاداش محنت ہے اس کے لئے بھی خدا کا فضل درکار ہے مثلاً انسان کسقدر محنت ومشقت سے زراعت کرتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی مدد اُس کے ساتھ نہ ہو تو کیونکر اپنے گھر میں غلہ لا سکے اُسی کے فضل وکرم سے اپنے وقت پر ہر ایک چیز ہوتی ہے۔ چنانچہ اب قریب تھا کہ اس خشک سالی میں لوگ ہلاک ہو جاتے مگر خدا نے اپنے فضل سے بارش کر دی اور بہت سے حصہ مخلوق کو سنبھال لیا۔ غرض اولاً وبالذات اکمل اور اعلیٰ مستحق تعریف کا خدا تعالیٰ ہے اُس کے مقابلہ میں کسی دوسرے کا ذاتی طور پر کوئی بھی استحقاق نہیں اگر کسی دوسرے کو استحقاق تعریف کا ہے تو صرف طفیلی طور پر ہے اور یہ بھی خدا تعالیٰ کا رحم ہے کہ باوجودیکہ وہ وحدہ لاشریک ہے مگر اس نے طفیلی طور پر بعض کو اپنے محامد میں شریک کر لیا ہے جیسے اس سورہ شریفہ میں بیان فرمایا ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

اس میں اللہ تعالیٰ نے حقیقی مستحق حمد کے ساتھ عارضی مستحق حمد کا بھی اشارۃً ذکر فرمایا ہے۔ اور یہ اسلئے ہے کہ اخلاق فاضلہ کی تکمیل ہو۔ چنانچہ اس سورۃ میں تین قسم کے حق بیان فرمائے ہیں۔

فرمایا تم پناہ مانگو اللہ کے پاس جو جامع جمیع صفات کاملہ کا ہے اور جو رب ہے اور جو ملک ہے لوگوں کا اور پھر جو معبود ومطلوب حقیقی ہے لوگوں کا۔ یہ سورۃ اس قسم کی ہے کہ اس میں اصل توحید کو تو قائم رکھا ہے مگر معاً یہ بھی اشارہ کیا ہے کہ دوسرے لوگوں کے حقوق بھی ضائع نہ کریں جو ان اسماء کے مظہر ظلی طور پر ہیں۔ رب کے لفظ میں اشارہ ہے کہ گو حقیقی طور پر خدا ہی پرورش کرنے والا اور تکمیل تک پہونچانے والا ہے لیکن عارضی اور ظلی طور پر دو اور بھی وجود ہیں جو ربوبیت کے مظہر ہیں ایک جسمانی طور پر دوسرا روحانی طور پر۔ جسمانی طور پر والدین ہیں اور روحانی طور پر مرشد اور ہادی ہے۔ دوسرے مقام پر تفصیل کے ساتھ بھی ذکر فرمایا ہے

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا

یعنی خدا نے یہ چاہا ہے کہ کسی دوسرے کی بندگی نہ کرو اور والدین سے احسان کرو۔ حقیقت میں کیسی ربوبیت ہے کہ انسان بچہ ہوتا ہے اور کسی قسم کی طاقت نہیں رکھتا اُس حالت میں ماں کیا کیا خدمات کرتی ہے اور والد اس حالت میں ماں کی مہمات کا متکفل ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ناتوان مخلوق کی خبر گیری کے لئے دو محل پیدا کر دئیے ہیں اور اپنی محبت کے انوار سے ایک پرتو محبت کا اُنمیں ڈالدیا مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ ماں باپ کی محبت عارضی ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت حقیقی ہے اور جبتک قلوب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکا القا نہ ہو کوئی فرد بشر خواہ دوست ہو یا کوئی برابر کے درجہ کا ہو یا کوئی حاکم ہو کسی سے محبت نہیں کر سکتا اور یہ خدا کی کمال ربوبیت کا راز ہے کہ ماں باپ بچوں سے ایسی محبت کرتے ہیں کہ اُن کے تکفل میں ہر قسم کے دکھ شرح صدر سے اُٹھاتے ہیں یہانتک کہ اُن کی زندگی کے لئے مرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے پس خدا تعالیٰ نے تکمیل اخلاق فاضلہ کے لئے ربّ الناس کے لفظ میں والدین اور مرشد کی طرف ایما فرمایا ہے توکہ اس مجازی اور مشہود سلسلہ شکر گذاری سے حقیقی رب وہادی کی شکر گذاری میں لے جائیں اسی راز کے حل کی یہ کلید ہے کہ اس سورہ شریفہ کو رب الناس سے شروع فرمایا ہے اِلٰہ الناس سے آغاز نہیں کیا

چونکہ مرشد روحانی تربیت خدا تعالے کے منشار کے موافق اسکی توفیق و ہدایت سے کرتا ہے۔ اسلئے وہ بھی اسی میں شامل ہے۔ پھر دوسرا لحرم اسمیں ملک الناس ہے تم پناہ مانگو خدا کے پاس جو تمھارا بادشاہ ہے۔ یہ ایک اور اشارہ ہے تا لوگوں کو متمدن دنیا کے اصول سے واقف کیا جاوے اور مہذب بنایا جاوے حقیقی طور پر تو اللہ تعالیٰ ہی بادشاہ ہے مگر اس میں اشارہ ہے کہ ظلی طور پر دنیا میں بھی بادشاہ ہوتے ہیں اور اسی لئے اسمیں اشارۃً ملک وقت کے حقوق کی نگہداشت کی طرف بھی ایماء ہے۔ یہاں کافر اور مشرک اور موحد بادشاہ کی کوئی قسم کی قید نہیں بلکہ عام طور پر ہے کسی مذہب کا بادشاہ ہو مذہب اور اعتقاد کے حصے جدا ہیں قرآن میں جہاں جہاں خدا نے محسن کا ذکر فرمایا ہے وہاں کوئی شرط نہیں لگائی کہ وہ مسلمان ہو اور موحد ہو اور فلاں سلسلہ کا ہو بلکہ عام طور پر محسن کی نسبت فرمایا خواہ وہ کوئی مذہب رکھتا ہو ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کہ کیا احسان کا بدلہ احسان کے سوا بھی ہو سکتا ہے۔

اب ہم اپنی جماعت کو اور تمام سننے والوں کو بڑی صفائی اور وضاحت سے سناتے ہیں کہ سلطنت انگریزی ہماری محسن ہے اس نے ہم پر بڑے بڑے احسان کئے ہیں۔ جسکی عمر ۶۰ یا ۷۰ برس کی ہوگی وہ خوب جانتا ہوگا کہ ہم پر سکھوں کا ایک زمانہ گذرا ہے اسوقت مسلمانوں پر جسقدر آفتیں تھیں وہ پوشیدہ نہیں ہیں انکو یاد کرکے بدن پر لرزہ پڑتا ہے اور دل کانپ اٹھتا ہے۔ اسوقت مسلمانوں کو عبادات اور فرائض مذہبی کی بجا آوری سے جو انکو جان سے عزیز تر ہیں روکا گیا تھا۔ بانگ نماز جو نماز کا مقدمہ ہے اسکو بآواز بلند پکارنے سے روکا گیا تھا۔ اگر کبھی موذن کے منہ سے سہواً اللہ اکبر بآواز بلند نکل جاتا تو اسکو مار دیا جاتا تھا۔ اسیطرح پر مسلمانوں کے حلال و حرام کے معاملہ میں بیجا تصرف کیا گیا تھا۔ ایک گائے کے مقدمہ میں ایک دفعہ پانچ ہزار غریب مسلمان قتل کئے گئے۔ بٹالہ کا واقعہ ہے کہ ایک سید وہیں کا رہنے والا باہر سے دروازہ پر آیا وہاں گائیوں کا ہجوم تھا اسنے تلوار کی نوک سے ذرا ہٹایا اور ایک گائے کے چمڑے کو خفیف سی خراش پہونچگئی وہ بیچارا پکڑ لیا گیا اور اس امر پر زور دیا گیا کہ اسکو قتل کردیا جائے آخر بڑی سفارشوں کے بعد اسکا ہاتھ کاٹا گیا۔ مگر اب دیکھو کہ ہر قوم و مذہب کو کیسی آزادی ہے ہم صرف مسلمانوں کا ذکر کرتے ہیں۔ فرائض مذہبی اور عبادات کے بجا لانے میں سلطنت نے پوری آزادی دے رکھی ہے اور کسی کے مال و جان و آبرو سے کوئی ناحق کا تعرض نہیں۔ برخلاف اس پر فتن وقت کے کہ ہر ایک شخص کیسا ہی اسکا حساب پاک ہو اپنی جان و مال پر لرزتا رہتا تھا۔ اب اگر کوئی خود اپنا چلن خراب کرے اور اپنی بے اندامی اور ارتکاب جرایم سے خود مستوجب عقوبت ٹھہر جاوے تو اور بات ہے یا خود ہی سوء اعتقاد اور غفلت کی وجہ سے عبادت میں کوتاہی کرے تو جدا امر ہے لیکن گورنمنٹ کی طرف سے ہر طرح کی پوری آزادی ہے۔ اسوقت جسقدر عابد بننا چاہو بنو کوئی روک نہیں گورنمنٹ خود معابد مذہبی کی حرمت کرتی ہے اور ان کی مرمت وغیرہ پر ہزاروں روپیہ خرچ کردیتی ہے سکھوں کے زمانہ میں اس کے خلاف یہ حال تھا کہ مسجدوں میں بھنگ گھٹتی تھی اور گھوڑے بندھتے تھے جس کا نمونہ خود یہاں قادیان میں موجود ہے اور پنجاب کے بڑے بڑے شہروں میں اس کے نمونے ملیں گے۔ لاہور میں آج تک کئی ایک مسجدیں سکھوں کے قبضہ میں ہیں۔ آج اس کے مقابل میں گورنمنٹ انگلشیہ ان بزرگ مکانوں کی ہر قسم کی واجب عزت کرتی ہے اور مذہبی مکانات کی تکریم اپنے فرائض میں سے سمجھتی ہے جیساکہ ان ہی دنوں حضور ویسرائے لارڈ کرزن صاحب بہادر بالقابہ نے دہلی کی جامع مسجد میں جوتا پہنکر جانے کی مخالفت اپنی عملی حالت سے ثابت کردی اور قابل اقتدا نمونہ بادشاہانہ اخلاق فاضلہ کا دیا اور انکی ان تقریروں سے جو وقتاً فوقتاً انھوں نے مختلف موقعوں پر کی ہیں صاف معلوم ہوگیا ہے کہ وہ مذہبی مکانات کی کیسی عزت کرتے ہیں۔ پھر دیکھو کہ گورنمنٹ نے کہیں منادات نہیں کی کہ کوئی بآواز بلند بانگ نہ دے یا روزہ نہ رکھے بلکہ انھوں نے ہر قسم کی تغذیہ کے سامان مہیا کئے ہیں جسکا سکھوں کے ذلیل زمانہ میں نام و نشان تک نہ تھا۔ برف۔ سوڈا واٹر اور بسکٹ ڈبل روٹی وغیرہ ہر قسم کی غذائیں بہم پہونچائیں اور ہر قسم کی سہولت دی ہے یہ ایک ضمنی امداد ہے جو ان لوگوں سے ہمارے شعائر اسلام کو پہونچی ہے۔ اب اگر کوئی خود روزہ نہ رکھے تو یہ اور بات ہے افسوس کی بات ہے کہ مسلمان خود شریعت کی توہین کرتے ہیں۔ چنانچہ دیکھو جنھوں نے ان دنوں روزے رکھے ہیں وہ کچھ دبلے نہیں ہوگئے۔ اور جنھوں نے استخفاف کے ساتھ اس مہینہ کو گذارا ہے وہ کچھ موٹے نہیں ہوگئے انکا بھی وقت گذر گیا اور انکا بھی زمانہ گذر گیا۔ جاڑے کے روزے تھے صرف غذا کے اوقات کی ایک تبدیلی تھی سات آٹھ بجے نہ کھائی چار پانچ بجے کھالی۔ باوجود اس قدر رعایت کے پھر بھی بہتوں نے شعائر اللہ

کی عظمت نہیں کی اور خدا تعالیٰ کے اس واجب التکریم مہمان ماہ رمضان کو بڑی حقارت سے دیکھا۔ اسقدر آسانی کے مہینوں میں رمضان کا آنا ایک قسم کا معیار تھا۔ اور مطیع و عاصی میں فرق کرنے کے لیے یہ روزے میزان کا حکم رکھتے تھے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے آسانی تھی سلطنت نے ہر قسم کی آزادی دے رکھی ہے طرح طرح کے پھل اور غذائیں میسر آتی ہیں کوئی آسائش و آرام کا سامان نہیں جو آج مہیا نہ ہو سکتا ہو۔ باایہمہ جو پروا نہیں کی گئی اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی کیا وجہ ہے کہ دلوں میں خدا پر ایمان نہیں رہا۔ افسوس خدا کا ایک ادنیٰ بھنگی کے برابر بھی لحاظ نہیں کیا جاتا گویا یہ خیال ہے کہ خدا سے کبھی واسطہ ہی نہ ہوگا اور نہ اُس سے کبھی پالا پڑے گا اور اُس کی عدالت کے سامنے جانا ہی نہیں ممکن نہیں کہ غور کریں اور سوچیں کہ کروڑوں سورجوں کی روشنی سے بھی بڑھکر خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت ہیں افسوس کی جگہ ہے کہ ایک جوتہ کو دیکھکر یقینی طور پر سمجھہ لیا جاتا ہے کہ اس کا کوئی بنانے والا ہے۔ مگر یہ کسقدر بدبختی ہے کہ خدا تعالیٰ کی بے انتہا مخلوق کو دیکھہ کر بھی اُس پر ایمان نہ ہو یا ایسا ایمان ہو جو نہ ہونے میں داخل ہے۔ خدا تعالیٰ کی بہت رحمتیں ہیں از انجملہ ایک یہ ہے کہ اُس نے ہمکو جلتے ہوئے تنور سے نکالا سکھوں کا زمانہ ایک آتشی تنور تھا اور انگریزوں کا قدم رحمت و برکت کا قدم ہے۔ میں نے سنا ہے کہ جب اول ہی اول انگریز آئے تو ہوشیارپور میں کسی موذن نے اونچی اذان کہی چونکہ ابھی ابتدا تھی اور ہندوؤں اور سکھوں کا خیال تھا کہ یہ بھی اونچی اذان کہنے پر روکیں گے یا ان کی طرح اگر گائے کو کسی سے زخم لگ جاوے تو اُس کا ہاتھہ کاٹیں گے۔ اُس اونچی اذان کہنے والے موذن کو پکڑ لیا۔ ایک بڑا ہجوم ہوگیا اور ڈپٹی کمشنر کے سامنے وہ لایا گیا بڑے بڑے رئیس مہاجن جمع ہوئے اور کہا حضور ہمارے آٹے بھرشٹ ہوگئے ہمارے برتن ناپاک ہوگئے جب یہ باتیں اُس انگریز کو سنائی گئیں تو اُسے بڑا تعجب ہوا کہ کیا بانگ میں ایسی خاصیت ہے کہ کھانے کی چیزیں ناپاک ہو جاتی ہیں اُسنے سررشتہ دار سے کہا کہ جب تک تجربہ نہ کر لیا جاوے اس مقدمہ کو نہ کرنا چاہیے چنانچہ اُس نے موذن کو حکم دیا کہ تو پھر اُسطرح بانگ دے وہ ڈرا کہ شاید دوسرا جرم نہ ہو مگر جب اُس کو تسلی دی گئی اُس نے اُسی قدر زور سے بانگ دی۔ صاحب بہادر نے کہا کہ ہمکو تو اس سے کوئی ضرر نہیں پہونچا سررشتہ دار سے پوچھا کہ تمکو کوئی ضرر پہونچا اُس نے بھی کہا کہ حقیقت میں کوئی ضرر نہیں۔ آخر اُس کو چھوڑ دیا گیا اور کہا گیا جاؤ جسطرح چاہو بانگ دو۔ اللہ اکبر یہ کسقدر آزادی ہے اور کسقدر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ پھر ایسے احسان پر اور ایسے انعام صریح پر بھی اگر کوئی دل گورنمنٹ انگریزی کا احسان محسوس نہیں کرتا وہ دل بڑا کافر نعمت اور نمک حرام اور سینہ سے چیر کر نکال ڈالنے کے لائق ہے۔

خود ہمارے اس گاؤں میں جہاں ہماری مسجد ہے کارداروں کی جگہ تھی ہمارے بچپن کا زمانہ تھا لیکن میں نے معتبر آدمیوں سے سنا ہے کہ جب انگریزی دخل ہو گیا تو چند روز تک وہی قانون رہا۔ ایک کاردار آیا ہوا تھا اُس کے پاس ایک مسلمان سپاہی تھا وہ مسجد میں آیا اور موذن کو کہا کہ بانگ دی اُس نے وہی گنگنا کر اذان دی سپاہی نے کہا کہ کیا تم اسی طرح بانگ دیتے ہو موذن نے کہا ہاں اسی طرح دیتے ہیں سپاہی نے کہا کہ نہیں کوٹھے پر چڑھکر اونچی آواز سے اذان دے اور جسقدر زور سے ممکن ہو دے وہ ڈرا آخر اُس نے زور سے بانگ دی تمام ہندو اکٹھے ہوگئے اور ملا کو پکڑ لیا وہ بیچارا بہت ڈرا اور گھبرایا کہ کاردار مجھے پھانسی دیدے گا۔ سپاہی نے کہا کہ میں تیرے ساتھ ہوں آخر سنگدل چھری مار برہمن اُسکو پکڑ کر کاردار کے پاس لے گئے اور کہا کہ مہاراج اس نے ہم کو بھرشٹ کر دیا کاردار تو جانتا تھا کہ سلطنت تبدیل ہو گئی ہے اور اب وہ سکھا شاہی نہیں رہی مگر دبی زبان سے پوچھا کہ تو نے اونچی آواز سے کیوں بانگ دی؟ سپاہی نے آگے بڑھکر کہا کہ اسنے نہیں میں نے بانگ دی۔ کاردار نے کہا کہ کمبختو! کیوں شور ڈالتے ہو لاہور میں تو اب کھلے طور سے گائے ذبح ہوتی ہے تم ایک اذان کو روتے ہو۔ جاؤ چپکے ہو کر بیٹھ رہو۔ الغرض یہ واقعی اور سچی بات ہے جو ہمارے دل سے نکلتی ہے۔ جس قوم نے ہمکو تحت الثریٰ سے نکالا ہے اُس کا احسان ہم نہ مانیں یہ کسقدر ناشکری اور نمک حرامی ہے۔

اس کے علاوہ بڑی جہالت پھیلی ہوئی تھی ایک بڈھے گل شاہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے اُستاد کو دیکھا ہے کہ وہ بڑے تضرع سے دعا کرتے تھے کہ صحیح بخاری کی ایک دفعہ زیارت ہو جائے اور بعض وقت اس خیال کر کے کہاں ممکن ہے دعا کرتے کرتے اُنکی ہچکیاں بندھ جاتی تھیں اب وہی بخاری دو چار روپیہ میں امرتسر اور لاہور سے ملتی ہے۔ ایک مولوی شیر محمد صاحب تھے کہیں دو چار ورق احیاء العلوم کے اُنکو مل گئے کتنی مدت تک ہر نماز کے بعد نمازیوں کو بڑی خوشی

اور فخر سے دکھایا کرتے تھے کہ یہ احیاء العلوم ہے اور ترستے تھے کہ پوری کتاب کہیں سے مل جائے اب جا بجا احیاء العلوم مطبوعہ موجود ہے۔ غرض انگریزی قدم کی برکت سے لوگوں کی دینی آنکھ بھی کھل گئی ہے اور خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اسی سلطنت کے ذریعہ دین کی کسقدر اعانت ہوئی ہے کہ کسی سلطنت میں ممکن ہی نہیں۔ پریس کی برکت اور قسم قسم کے کاغذ کی ایجاد سے ہر قسم کی کتابیں تھوڑی تھوڑی قیمت پر میسر آسکتی ہیں اور پھر ڈاک خانہ کے طفیل سے کہیں سے کہیں گھر بیٹھے بٹھائے پہونچ جاتی ہیں اور یوں دین کی صداقتوں کی تبلیغ کی راہ کسقدر سہل اور صاف ہو گئی ہے۔ پھر منجملہ اور برکات کے جو تائید دین میں اس گورنمنٹ کے عہد میں ملی ہیں ایک یہ بھی ہے کہ عقلی قوی اور ذہنی طاقتوں میں بڑی ترقی ہوئی ہے اور چونکہ گورنمنٹ نے ہر ایک مذہب کو اُس کے مذہب کی اشاعت کی آزادی دی ہے اسیطرح لوگوں کو ہر ایک مذہب کے اصول اور دلائل پر کھنے اور اُن پر غور کرنے کا موقعہ مل گیا ہے۔ اسلام پر جب مختلف مذہب والوں نے حملے کئے تو اہل اسلام کو اپنے مذہب کی تائید اور صداقت کے لئے اپنی مذہبی کتابوں پر غور کرنے کا موقع ملا اور اُن کی عقلی قوتوں میں ترقی ہوئی۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جیسے جسمانی قوی ریاضت کرنے سے بڑھتے ہیں ایسا ہی روحانی قوی بھی ریاضت سے نشو ونما پاتے ہیں۔ جیسا گھوڑا چابک سوار کے نیچے آکر درست ہوتا ہے اسی طرح سے انگریزوں کے آنے سے مذہب کے اصولوں پر غور کرنے کا موقع ملا اور تدبر کرنے والوں کو استقامت اور استحکام مذہب حق میں زیادہ ملگیا اور جس جس موقعہ پر قرآن کریم کے مخالفوں نے انگشت رکھی وہیں سے غور کرنے والوں کو ایک گنج معارف کا ملا۔ اور اس آزادی کی وجہ سے علم کلام نے معتدبہ ترقی کی اور وہ مخصوصاً اسجگہ ہوئی ہے اب اگر روم یا شام کا رہنے والا خواہ وہ کیسا ہی عالم و فاضل کیوں نہ ہو آجاوے تو وہ عیسائیوں کے یا آریوں کے اعتراضات کا کافی جواب نہ دیگا کیونکہ اسکو ایسی آزادی اور وسعت کے ساتھ مختلف مذاہب کے اصولوں کے موازنہ کرنے کا موقع نہیں ملا غرض جیسے جسمانی طور پر گورنمنٹ انگلشیہ سے ملک میں امن ہوا۔ ایسے ہی روحانی امن بھی پوری طرح پھیلا چونکہ ہمارا تعلق دینی اور روحانی باتوں سے ہے۔ اس لئے ہم زیادہ تر اُن امور کا ذکر کریں گے جو فرائض مذہب کے ادا کرنے میں گورنمنٹ کی طرف سے ہم کو بطور احسان ملے ہیں پس یاد رکھنا چاہیئے کہ انسان پوری آزادی اور اطمینان کے ساتھ عبادات کو تب ہی بجا لا سکتا ہے کہ اس میں چار شرطیں موجود ہوں اور وہ یہ ہیں۔

اوّل صحت اگر کوئی شخص ایسا ضعیف ہو کہ چارپائی سے اُٹھ نہ سکے وہ صوم وصلوٰۃ کا کیا پابند ہو سکتا ہے۔ اسی طرح حج زکوٰۃ وغیرہ بہت سے ضروری امور کی بجا آوری سے قاصر رہے گا۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ گورنمنٹ کے طفیل سے ہمکو صحت جسمانی کے بحال رکھنے کے لئے کسقدر سامان ملے ہیں۔ ہر بڑے شہر اور قصبہ میں کوئی نہ کوئی ہسپتال ضرور ہے جہاں مریضوں کا علاج نہایت دلسوزی اور ہمدردی سے کیا جاتا ہے اور دوا غذا وغیرہ مفت دی جاتی ہیں بعض بیماروں کو ہسپتال میں رکھکر ایسے طور پر انکی نگہداشت اور غور و پرداخت کیجاتی ہے کہ کوئی اپنے گھر میں بھی ایسی آسانی اور سہولت اور آرام کے ساتھ علاج نہیں کر سکتا۔

حفظان صحت کا ایک الگ محکمہ بنا رکھا ہے جسپر کروڑہا روپیہ سالانہ خرچ ہوتا ہے۔ قصبات اور شہروں کی صفائی کے بڑے بڑے سامان بہم پہونچائے ہیں۔ گندی پانی اور مواد ردیہ مضر صحت کو دفع کرنے کے لئے الگ انتظام ہیں۔ پھر ہر قسم کی سریع الاثر ادویہ طیار کرکے بہت کم قیمت پر مہیا کی جاتی ہیں یہانتک کہ ہر ایک آدمی چند دوائیں اپنے گھر میں رکھکر بوقت ضرورت علاج کر سکتا ہے۔

بڑے بڑے میڈیکل کالج جاری کرکے طبی تعلیم کو کثرت سے پھیلایا یہانتک کہ دیہات میں بھی ڈاکٹر ملتے ہیں۔ بعض خطرناک امراض چیچک۔ ہیضہ طاعون وغیرہ کے دفعیہ کے لئے الگ محکمے ہیں۔ جو ابھی طاعون کے متعلق جسقدر کارروائی گورنمنٹ کی طرف سے عمل میں آئی ہے وہ بہت ہی کچھ شکر گذاری کے قابل ہے۔ غرض صحت کے لحاظ سے گورنمنٹ نے ہر قسم کی ضروری امداد دی ہے اور اسطرح عبادت کے لئے پہلی اور ضروری شرط پورا کرنے کے واسطے بہت بڑی مدد دی ہے۔

دوسری شرط ایمان ہے۔

اگر خدا تعالیٰ اور اُس کے احکام پر ایمان ہی نہ رہا ہو اور اندر ہی اندر بیدینی اور الحاد کا جذام لگ گیا ہو پھر بھی تعمیل احکام الٰہی نہیں ہوتی جیسے بہت لوگ کہتے ہیں۔ رائیہ جگ مٹھا تے اگلا کن ڈٹھا۔ افسوس ہے دو آدمیوں کی شہادت پر ایک مجرم کو پھانسی مل سکتی ہے مگر باوجودیکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اور بے انتہا ولیوں کی شہادت موجود ہے

لیکن ابھی تک اس قسم کا الحاد ان لوگوں کے دلوں سے نہیں گیا۔ ہر زمانہ میں خدا تعالیٰ اپنے مقتدر نشانوں اور معجزات سے **انا الموجود** کہتا ہے مگر یہ کم بخت کان رکھتے ہوئے بھی نہیں سنتے۔ غرض یہ شرط بھی بہت بڑی ضروری شرط ہے اس کے لئے بھی ہمیں گورنمنٹ انگلشیہ کا شکر گذار ہونا چاہیئے۔

کیونکہ ایمان و اعتقاد پختہ کرنیکے لئے عام تعلیم مذہبی کی ضرورت تھی اور مذہبی تعلیم کا انحصار مذہبی کتابوں کی اشاعت سے وابستہ تھا۔ پریس ڈاک خانہ کی برکت سے ہر قسم کی مذہبی کتابیں مل سکتی ہیں اور اخبارات کے ذریعہ تبادلہ خیالات کا موقع ملتا ہے۔ سعید الفطرت لوگوں کے لئے بڑا بھاری موقع حاصل ہے کہ ایمان و اعتقاد میں رسوخ حاصل کریں۔ ان باتوں کے علاوہ جو ضروری اور اشد ضروری بات ایمان کے رسوخ کیلئے ہے وہ خدا تعالیٰ کے نشانات ہیں جو اُس شخص کے ہاتھ پر سرزد ہوتے ہیں جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتا ہے اور اپنے طرز عمل سے گم شدہ صداقتوں اور معرفتوں کو زندہ کرتا ہے۔ سو خدا کا شکر کرنا چاہیئے کہ اس نے اس زمانہ میں جسکو پھر

ایمان زندہ کرنیکے لئے مامور کیا

اور اس لئے بھیجا کہ تا لوگ قوت یقین میں ترقی کریں وہ بھی اسی مبارک گورنمنٹ کے عہد میں آیا۔ وہ کون؟

وہی جو تم میں کھڑا ہوا بول رہا ہے

چونکہ یہ مسلم بات ہے کہ جب تک پوری طور پر ایمان نہ ہو نیکی کے اعمال انسان علیٰ وجہ الاتم بجا نہیں لاسکتا جسقدر کوئی پہلو یا کنگرہ ایمان کا گرا ہوا ہو اسی قدر انسان اعمال میں سست اور کمزور ہوگا اس بنا پر ولی وہ کہلاتا ہے جس کا ہر پہلو سالم ہو اور وہ کسی پہلو سے کمزور نہ ہو اسکی عبادات اکمل و اتم طور پر صادر ہوتی ہیں غرض دوسری شرط ایمان کی سلامتی ہے۔

تیسری شرط انسان کے لئے طاقت مالی ہے مساجد کی تعمیر اور امور متعلقہ اسلام کی بجا آوری مالی طاقت پر منحصر ہے۔ اس کے سوا تمدنی زندگی اور تمام امور کا اور خصوصاً مساجد کا انتظام بہت مشکل سے ہوتا ہے اب اس پہلو کے لحاظ سے گورنمنٹ انگلشیہ کو دیکھو۔ گورنمنٹ نے ہر قسم کی تجارت کو ترقی دی۔ تعلیم پھیلا کر ملک کے باشندوں کو نوکریاں دیں اور بڑے بڑے عہدے دیے۔ سفر کے وسائل بہم پہونچا کر دوسرے ملکوں میں جا کر روپیہ کمانے میں مدد دی چنانچہ ڈاکٹر۔ پلیڈر۔ عدالتوں کے عہدہ دار سررشتہ تعلیم وغیرہ بہت سے ذریعوں سے لوگ معقول روپیہ کماتے ہیں اور تجارت کرنے والے سوداگر قسم قسم کے تجارتی مال ولایت اور دور دراز ملکوں افریقہ اور اسٹریلیا وغیرہ میں جا کر مالا مال ہو کر آتے ہیں غرض روزگار عام کر دیا اور روپیہ کمانے کے بہت سے ذریعے پیدا کر دیے۔

چوتھی شرط امن ہے

یہ امن کی شرط انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اسکا انحصار علی الخصوص سلطنت پر رکھا گیا ہے۔ جسقدر سلطنت نیک نیت اور اُسکا دل کھوٹ سے پاک ہوگا اسی قدر یہ شرط زیادہ صفائی سے پوری ہوگی۔ اب اس زمانہ میں امن کی شرط اعلیٰ درجہ پر پوری ہو رہی ہے میں خوب یقین رکھتا ہوں کہ سکھوں کے زمانہ کے دن انگریزوں کے زمانہ کے راتوں سے بھی کم درجہ پر تھے یہاں سے قریب ہی بُونٹر* ایک گاؤں ہے وہاں اگر کوئی عورت جایا کرتی تھی تو رو رو کر جایا کرتی تھی کہ خدا جانے پھر واپس آتا ہوگا یا نہیں یہ سکھوں کے جور و ظلم کی یہ نشانی اب تک بھی قائم ہے کہ باوجودیکہ اب راستے صاف اور امن سے پُر ہیں لیکن پھر بھی اکثر جب کوئی سفر کو جاتا ہے تو رو رو کر بچھڑتا ہے۔ ایڈیٹر۔ مگر اب یہ حالت ہے کہ زمین کی انتہا تک چلا جاوے کسی قسم کا خطرہ نہیں سفر کے وسایل ایسے آسان کر دیے ہیں کہ ہر ایک قسم کا آرام حاصل ہے گویا گھر کی طرح ریل میں بیٹھا ہوا یا سویا ہوا جہاں چاہے چلا جاوے۔ مال و جان کی حفاظت کے لئے پولیس کا وسیع صیغہ موجود ہے۔ حقوق کی حفاظت کے لئے عدالتیں کھلی ہیں جہاں تک چاہے چلا جاوے یہ کس قدر احسان ہیں جو ہماری علمی آزادی کا موجب ہوئے ہیں۔

پس اگر ایسی حالت میں جبکہ جسم و روح پر بے انتہا احسان ہو رہے ہیں ہم میں حلالکاری اور شکر گذاری کا مادہ پیدا نہیں ہوتا تو تعجب کی بات ہے؟ جو مخلوق کا شکر نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتا۔ وجہ کیا ہے؟ اس لئے کہ وہ مخلوق بھی تو خدا ہی کا فرستادہ ہوتا ہے اور خدا ہی کے ارادہ کے تحت میں چلتا ہے۔ الغرض یہ سب امور جو میں نے بیان کئے ہیں ایک نیک دل انسان کو مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ ایسے محسن کا شکر گذار ہو یہی وجہ ہے کہ ہم بار بار اپنی تصنیفات میں اور اپنی تقریروں میں گورنمنٹ انگلشیہ کے احسانوں کا ذکر کرتے ہیں کیونکہ ہمارا دل واقعی اس کے احسانات کی لذت سے بھرا ہوا ہے احسان فراموش نادان اپنی منافقانہ فطرتوں پر قیاس کر کے ہمارے اس طریق عمل کو جو صدق اخلاص سے پیدا ہوتا ہے جھوٹی خوشامد پر حمل کرتے ہیں

---

* بُونٹر قادیان سے یہ گاؤں دو میل ہوگا - جامع

اب میں پھر اصل بات کی طرف عود کرکے بتلانا چاہتا ہوں کہ پہلے اس سورۃ میں خدا تعالیٰ نے **رب الناس** فرمایا پھر **ملك الناس** آخر میں **اله الناس** فرمایا جو اصلی مقصود اور مطلوب انسان کا ہے۔ **اِلٰه** کہتے ہیں معبود مقصود و مطلوب کو **لا اله الا الله** کے معنی یہی ہیں کہ **لا معبود لی و لا مقصود لی و لا مطلوب لی الا الله** یہی سچی توحید ہے کہ ہر مدح و ستایش کا مستحق اللہ تعالیٰ ہی کو ٹھہرایا جاوے۔ پھر فرمایا **من شر الوسواس الخناس** یعنی وسوسہ ڈالنے والے خناس کے شر سے پناہ مانگو خناس عربی میں سانپ کو کہتے ہیں جسے عبرانی میں نحاش کہتے ہیں اسلئے کہ اس نے پہلے بھی بدی کی تھی یہاں ابلیس یا شیطان نہیں فرمایا تاکہ انسان کو اپنی ابتدائی ابتلا یاد آوے کہ کسطرح شیطان نے ان کے ابوین کو دھوکا دیا تھا اس وقت اس کا نام خنّاس ہی رکھا گیا تھا یہ ترتیب خدا نے اس لئے اختیار فرمائی ہے تاکہ انسان کو پہلے واقعات پر آگاہ کرے کہ جس طرح شیطان نے خدا کی اطاعت سے انسان کو فریب دیکر روگرداں کیا ویسے ہی وہ کسی وقت ملک وقت کی اطاعت سے بھی عاصی اور روگرداں نہ کرادے۔ یوں انسان ہر وقت اپنے نفس کے ارادوں اور منصوبوں کی جانچ پڑتال کرتا رہے کہ مجھ میں ملک وقت کی اطاعت کسقدر ہے اور کوشش کرتا رہے اور خدا تعالیٰ سے دعا مانگتا رہے کہ کسی مدخل سے شیطان اس میں داخل نہ ہو جائے۔ اب اس سورۃ میں جو اطاعت کا حکم ہے وہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کا حکم ہے کیونکہ اصلی اطاعت اسی کی ہے مگر والدین۔ مرشد و ہادی اور بادشاہ وقت کی اطاعت کا بھی حکم ہے کیونکہ انکی اطاعت کا بھی حکم خدا ہی نے دیا ہے۔ اور اطاعت کا فائدہ یہ ہوگا کہ خنّاس کے قابو سے بچ جاؤ گے۔ پس پناہ مانگو کہ خناس کی وسوسہ اندازی کے شر سے محفوظ رہو کیونکہ مومن ایک ہی سوراخ سے دو مرتبہ نہیں کاٹا جاتا۔ ایک بار جس راہ سے مصیبت آئی دوبارہ اس میں نہ پھنسو۔ پس اس سورۃ میں صریح اشارہ ہے کہ بادشاہ وقت کی اطاعت کرو۔ خناس میں خواص اسی طرح ودیعت رکھی گئے ہیں جیسے خدا تعالیٰ نے درخت پانی آگ وغیرہ چیزوں اور عناصر میں خواص رکھے ہیں عنصر کا لفظ اصل میں عنّ سرّ ہے عربی میں ص اور س کا بدل ہو جاتا ہے یعنی یہ چیز اسرار الٰہی میں سے ہے درحقیقت یہاں آکر انسان کی تحقیقات رک جاتی ہے غرض ہر ایک چیز خدا ہی کی طرف سے ہے خواہ وہ بسائط کی قسم سے ہو خواہ مرکبات کی قسم سے جبکہ یہ بات ہے کہ ایسے بادشاہوں کو بھیجکر اس نے ہزارہا مشکلات سے ہمکو چھڑایا اور ایسی تبدیلی بخشی کہ ایک آتشی تنور سے نکال کر ایسے باغ میں پہونچا دیا جہاں فرحت افزا پودے ہیں اور ہر طرف ندیاں جاری ہیں اور ٹھنڈی ٹھنڈی خوشگوار ہوائیں چل رہی ہیں پھر کسقدر ناشکری ہوگی اگر کوئی اُنکی احسانات کو فراموش کردے خاصکر ہماری جماعت کو جسکو خدا نے بصیرۃ دی ہے اور اُنمیں نفاق نہیں ہے شکر گذاری کا بڑا عمدہ نمونہ بننا چاہیے مجھے کامل یقین ہے کہ میری جماعت میں نفاق نہیں ہے اور میرے ساتھ تعلق پیدا کرنے میں انکی فراست نے غلطی نہیں کی اس لئے کہ میں درحقیقت وہی ہوں جسکے آنے کو ایمانی فراست نے ملنے پر متوجہ کیا ہے اور خدا تعالیٰ گواہ اور آگاہ ہے کہ میں وہی صادق اور امین اور موعود ہوں جسکا وعدہ لوگوں کو ہمارے سید و مولیٰ صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے دیا گیا تھا مگر جنھوں نے مجھ سے تعلق پیدا نہیں کیا وہ اس نعمت سے محروم ہیں۔ فراست گویا ایک کرامت ہے یہ لفظ فراست بفتح الفا بھی ہے اور بکسر الفا بھی۔ زبر کے ساتھ اس کے معنی ہیں گھوڑے پر چڑھنا مومن فراست کے ساتھ اپنے نفس کا چابک سوار ہوتا ہے خدا کیطرف سے اسکو نور ملتا ہے جس سے وہ راہ پاتا ہے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله** یعنی مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ نور اللہ سے دیکھتا ہے غرض ہماری جماعت کی فراست حقہ کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ انھوں نے خدا کے نور کو شناخت کیا۔ اسی طرح میں اُمید رکھتا ہوں کہ ہماری جماعت عملی حالت میں ترقی کریگی کیونکہ وہ منافق نہیں ہے اور وہ ہمارے مخالفوں کے اس طرز عمل سے بالکل پاک ہے کہ جب حکام سے ملتے ہیں تو انکی تعریفیں کرتے ہیں اور جب گھر میں آتے ہیں تو کافر بتلاتے ہیں۔

سنو اور یاد رکھو کہ خدا اس طرز عمل کو پسند نہیں فرماتا تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور محض خدا کے لئے رکھتے ہو

نیکی کرنیوالوں کے ساتھ نیکی کرو

اور بدی کرنیوالوں کو معاف کرو

کوئی شخص صدیق نہیں ہو سکتا جبتک وہ یکرنگ نہو۔ جو منافقانہ چال چلتا ہے اور دورنگی اختیار کرتا ہے وہ آخر پکڑا جاتا ہے مثل مشہور ہے دروغگورا حافظہ نباشد۔

اسوقت میں ایک اور ضروری بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ سلاطین کو اکثر مہمیں پیش آتی ہیں اور وہ بھی رعایا ہی کے بچاؤ اور حفاظت کے لئے ہوتی ہیں تم نے دیکھا ہے کہ ہماری گورنمنٹ کو سرحد پر کئی بار جنگ کرنی پڑی ہے۔ گو سرحدی لوگ مسلمان ہیں مگر ہمارے نزدیک وہ حق پر نہیں ہیں۔ انکا انگریزوں کے ساتھ جنگ کرنا کسی مذہبی حیثیت اور پہلو سے درست نہیں ہے اور نہ وہ حقیقۃً مذہبی پہلو سے لڑتے ہیں